علوم القرآن کی مختصر تاریخ وتدوین

محمد جنید شریف اشرفی

لیکچرر شعبہ علوم اسلامیہ ورچوئل یونیورسٹی پاکستان

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی بعثت باسعادت کے جو مقاصد بیان فرمائے ہیں' ان میں امت کو آیات قرآنیہ کی تلاوت کے ساتھ ساتھ ان کے معانی کے بارے میں تعلیم دینا بھی شامل تھا۔ آج ہمارے پاس جس طرح قرآن صامت موجود ہے اسی طرح قرآن ناطق یعنی آپ ﷺ کی بتلائی ہوئی تشریحات بھی اسی طرح محفوظ ہیں جس طرح آپ ﷺ امت کو دے کر گئے تھے ۔آپ ﷺ کے بعد صحابہ نے اور پھر تابعین اور تبع تابعین نے قرآن مجید اور اس کی تعلیمات کو دنیا کے کونے کونے میں اس طرح پھیلایا جس کی نظر پیش کرنے سے تاریخ انسانی قاصر ہے۔قرآن حکیم نے جہاں اہل عرب کو اپنے جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز کردیا' وہاں ﴿ مافر طنا فی الکتاب شئی ﴾ (الانعام/۳۸) اور﴿ونزلنا علیك الكتاب تبيانا لكل شئی وهدی و رحمة و بشری للمسلمین﴾ (النحل/۸۹) کہہ کر اقوام عالم کو علوم ومعارف کے ان پوشیدہ خزانوں سے روشناس کرایا جس کے بعد کرہ ارض کی جاہل ترین قوم کا شمار مہذب ترین قوموں میں ہونے لگا اور وہ کرہ راض کے تخت و تاج کے وارث بھی بنے ۔علوم وفنون اور معارف قرآنیہ کی نشر و اشاعت آپ ﷺ کے ارشادات مبارکہ کی بدولت ہوئی جن میں علم حصول اور نشر واشاعت کو فضیلت اور برتری کا معیار قرار دیا گیا ہے۔آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: خیر کم من تعلم القرآن وعلمه (۱) (تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن کو سیکھا اور دوسروں کو سکھایا)۔آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''سیکھو قرآن اور اس کو پڑھو۔قرآن پڑھنے اور سیکھنے والے کے لئے قرآن کی مثال ایسے ہے جیسے مشک بھری ہوئی تھیلی کہ اس کی خوشبو تمام مکان میں پہنچتی ہے۔اس شخص کی مثال جس نے قرآن سیکھا اور سکھایا اور وہ اس کے سینے میں محفوظ ہے، اس تھیلی کی مانند ہے جو مشک پر باندھی گئی ہے'' (۲) آپ ﷺ کے ان

ارشادات کی بدولت علمائے اسلام نے قرآن حکیم کو اپنی تحقیق کا مرکز و محور بنایا اور بہت سے علوم و فنون کی بنیاد ڈالی۔قرآن حکیم اور اس سے متعلقہ علوم مثلاً اسباب نزول آیات جمع قرآن، ترتیب قرآن، علم ترجمہ، علم تفسیر، علم الخط والرسم، علم النحو والصرف، تلاوت و تجوید، محکم و متشابہ، ناسخ و منسوخ ، معرفت سور مکیہ و مدینہ وغیرہ پر اس قدر لکھا گیا کہ کسی دوسری آسمانی کتاب پر نہیں لکھا گیا۔آپ ﷺ کے اولین مخاطب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے جو خالص عرب اور اہل زبان ہونے کی وجہ سے قرآن کے اسلوب اور اس کی دلالات کو اچھی طرح جانتے تھے۔مزید یہ کہ نزول قرآن کہ وقت خود صحابہ کرامؓ موجود تھے اور قرآن ان کے سامنے نازل ہو رہا تھا، لہذا نزول قرآن کی کیفیت، آیات کے سبب نزول اور ناسخ و منسوخ وغیرہ امور سے جس درجے میں صحابہؓ واقف تھے، بعد کا کوئی شخص ان کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔یہی وجہ ہے کہ تفسیر قرآن کے سلسلے میں نبی کریم ﷺ کی احادیث کے بعد قول صحابی پر اعتماد کیا جاتا ہے۔علامہ ابن تیمیہ نے لکھا ہے:''وحینئذ اذا لم نجد التفسیر فی القرآن ولا فی السنة رجعنا فی ذلك الی اقوال الصحابة (رضی اللہ عنہ عنهم) فانهم ادری بذ لك لما شاهد وه من القرآن والاحوال التی اختصوا بها ولما لهم من الفهم التام والعلم الصحیح ''(۳) صحیح بخاری میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حضور ﷺ کے ساتھ مدینے کے ایک باغ میں تھا اور آپ ﷺ کھجور کی ایک شاخ کا سہارا لئے کھڑے تھے۔یہودیوں کا ایک گروہ اس طرف سے گزرا۔ ان میں سے کسی نے کہا کہ آپ سے روح کے متعلق دریافت کیا جائے۔بعض نے کہا کہ ان سے مت پوچھو۔وہ کوئی ایسی بات

فرمائیں گے جو تمھیں ناگوار گزرے گی، مگر وہ لوگ آپ کے سامنے آگئے اور کہا، اے ابو القاسم! ہمیں روح کے بارے میں بتایئے۔آپ ﷺ نے سنا اور کچھ دیر خاموش دیکھتے رہے میں سمجھ گیا کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔پس میں پیچھے ہو گیا یہاں تک کہ وحی ختم ہوئی۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:﴿یسئلونك عن الروح قل هو امر ربی﴾ (الاسرا/۸۵)

(لوگ آپ سے روح سے متعلق پوچھتے ہیں۔ کہہ دیجیے کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے)(۴)
اس سے معلوم ہوا کہ جب آپ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی، اس وقت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بنفس نفیس موجود تھے اور ان سے بہتر اس آیت کے سبب نزول کو کوئی نہیں جان سکتا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے بھی بعد میں یہ دعویٰ کیا۔ صحیح مسلم میں روایت ہے:" عن عبداللہ قال و الذی لا الہ غیرہ ما من کتاب اللّٰہ سورۃ الا انا اعلم حیث نزلت وما من آیۃ الا انا اعلم فیم انزلت ولو اعلم احدا ھو اعلم بکتاب اللہ منی تبلغہ الابل لر کبت الیہ " (۵) اس طرح جب بھی قرآنی آیات کو سمجھنے میں صحابہ کرام کو مشکل پیش آتی تو نبی ﷺ اس کی تبیین فرما دیتے، کیونکہ آپ پر اللہ کی طرف سے تبیین کتاب کا فریضہ عائد کیا گیا تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وانزلنا الیك الذكر لتبین للناس ما نزل الیهم﴾ (النحل/۴۴) مفسرین نے ﴿لتبین للناس﴾ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس سے مراد آپ ﷺ کا قرآن میں مجمل مقامات کی وضاحت اور اس میں وارد ہونے والے اشکالات کو دور کرنا ہے۔(۶) خلاصہ کلام یہ کہ عہد نبوی میں علوم القرآن کو نبی ﷺ کے بنفس نفیس موجود ہونے کی وجہ سے تحریری صورت میں لانے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی اور جہاں کہیں کوئی دشواری صحابہ کرام کو پیش آتی، نبی کریم ﷺ خود اس کا حل فرما دیتے۔ علوم قرآنیہ کے تدریجی ارتقا اور اس ضمن میں علمائے اسلام کی مساعی اور عرق ریزی کا اگر سرسری جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قرآن باضابطہ طور پر جمع ہوا اور جس خط میں وہ لکھا گیا، وہ رسم عثمانی کے نام سے مشہور ہوا۔ اس طرح خط کوفی، خط نسخ، خط ثلث، خط نستعلیق وغیرہ کی ترویج ہوئی اور کتابت نے ایک مستقل فن کی شکل اختیار کر لی (۷)۔ جب حضرت علیؓ کا دور آیا تو انہوں نے قرآن حکیم کو عجمی اثرات سے محفوظ رکھنے اور تلاوت قرآن میں سہولت کے پیش نظر ابوالاسود الدؤلی سے نحو کے قواعد مرتب کروا کر اعراب القرآن کی بنیاد ڈالی۔ اس کو ابتدائے علم اعراب قرآنی کہہ سکتے ہیں۔(۸) رسول ﷺ کے زمانہ مبارک میں ہی صحابہ ایک دوسرے سے معانی قرآن اور تفسیری مطالب دریافت کرتے تھے۔ قرب رسول اور ذکاوت طبعی کے تفاوت کی بنا پر فہم قرآن میں تمام صحابہ کرام برابر نہ تھے

لہٰذا جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو معانی و معارف میں دسترس حاصل تھی وہ دوسروں کو قرآن حکیم سمجھاتے تھے۔ ان میں خلفائے راشدین کے علاوہ عبداللہ بن مسعود عبداللہ بن عباس ، ابی بن کعب ، ابوموسیٰ الاشعری ، اور عبداللہ زبیر رضی اللہ عنہم شامل ہیں ۔(۹) صحابہؓ کے بعد تابعین کا طبقہ ہے جنھوں نے مشاہیر صحابہ کرام سے قرآن اور اس کے علوم و معارف کو سیکھا۔ ان میں سعید بن جبیر (م۹۵ھ) ، مجاہد بن جبر (م۱۰۳ھ) ، عکرمہ مولیٰ ابن عباس (م۱۰۷ھ) ، قتادہ بن دعامتہ السدوسی (م۱۱۷ھ) ، عبداللہ بن عامر الیحصبی (۱۱۸ھ) ، عطاء بن ابی مسلم خراسانی (م۱۳۵ھ) نے علم تفسیر ، علم اسباب نزول علم مقطقوع و موصول قرآن ، علم ناسخ و منسوخ اور علم غریب قرآن کی اساس فراہم کی ۔(۱۰) اس کے بعد علما نے باقاعدہ تفاسیر ترتیب دیں جن میں تفسیر ابن جریر طبری تفسیر زمخشری ، تفسیر فخر الدین رازی تفسیر نسفی ، تفسیر الخازن ، تفسیر ابن حیان ، تفسیر الجلالین ، تفسیر قرطبی ، تفسیر آلوسی قابل ذکر ہیں ۔(۱۱) علوم القرآن کی مختلف انواع پر مستقل تالیفات کا سلسلہ دوسری صدی ہجری میں شروع ہو چکا تھا۔ ابوعبید ابو قاسم بن سلام (م۲۲۴ھ) نے فضائل قرآن ، ناسخ و منسوخ اور قرآآت پر تالیفات رقم کیں ، علی بن مدینی (م۲۳۴ھ) ، نے اسباب النزول پر کتاب لکھی ، ابن قتیبہ (م۲۷۶ھ) نے مشکل القرآن پر کتاب تالیف کی محمد بن خلف بن المرزبان (م۳۰۹) نے ''الحاوی فی علوم القرآن' ستائیس اجزا میں لکھی (۱۲) غالبًا یہ پہلی کتاب ہے جس کے عنوان میں پہلی مرتبہ علوم القرآن کی اصطلاح استعمال ہوئی لیکن اس میں علوم القرآن کی کون کون سے انواع تھیں۔ اس کے بارے میں معلومات میسر نہیں ، کیونکہ یہ کتاب مفقود ہے اس کا تذکرہ کتابوں ہی میں ملتا ہے ابوبکر محمد بن قاسم الانباری (م۳۲۸ھ) نے '' عجائب علوم القرآن' کے نام سے ایک کتاب لکھی ۔ اس کتاب کا موضوع قرآن کے فضائل اور اس کا سات حروف پر نازل ہونا ہے۔ اس کے علاوہ اس کتاب میں مصاحف کی کتابت اور آیات وکلمات اور سورتوں کی تعداد کا بھی ذکر ہے ۔ اس کتاب کا ایک نسخہ اسکندریہ کہ مکتبہ البلادیہ میں موجود ہے (۱۳) محمد بن عزیز ابوبکر بجستانی (م۳۳۰ھ) نے '' غریب القران'' کے عنوان سے ایک کتاب لکھی ۔ یہ کتاب

یوسف مرعشلی کی تحقیق سے بیروت سے ۱۹۸۹ میں شائع ہوئی۔اس دور میں احمد دن جعفر ابن المناری (م۳۳۶ھ) نے علوم القرآن پر بہت سی کتابیں لکھیں۔ابن الجوزی (م۵۹۷ھ) نے ان کے متعلق لکھا ہے:"میں نے ابو یوسف قزوینی کی تحریر سے نقل کیا ہے ان کا کہنا ہے کہ ابوالحسین بن المناری جید قاریوں اور بڑے محدثین میں سے تھے۔علوم القرآن پر ان کی ۴۰ سے زائد کتب ہیں۔ان میں سے تقریباً ۲۱ کتب سے تو میں واقف ہوں اور باقی کتب کے متعلق میں نے سنا ہے" ابن الجوزی کا کہنا ہے کہ ان کی تصنیفات میں سے ان کے ہاتھ کے لکھے ہوئے چند ٹکڑے میری نظر سے گزرے۔ام میں مجھے ایسے فوائد ملے جو اس دور کی کسی دوسری کتاب میں نہیں پائے جاتے۔(۱۴) محمد بن علی الادفوی (م۳۸۸ھ) نے "الاستغناء فی علوم القرآن" تالیف کی۔ابو بکر باقلانی (م۴۰۳ھ) نے "اعجاز القرآن" کے نام سے کتاب لکھی جو کہ سید احمد صقر کی تحقیق سے ۱۹۶۴ء میں قاہرہ سے شائع ہوئی ہے۔عبدالجبار ہمدانی (م۴۱۵ھ) نے "المغنی فی اعجاز القرآن" تالیف کی۔یہ کتاب قاہرہ سے ۱۹۷۶ء میں شائع ہوئی علی بن ابراہیم ابن سعید الحوفہ (۴۳۰ھ) نے "اعراب القرآن" تالیف کی۔اس کے علاوہ" البرہان فی علوم القرآن کے نام سے قرآن کی ایک تفسیر بھی لکھی جو کہ تیس جلدوں میں تھی۔ان میں ۵۱ جلدیں غیر مرتب مخطوطے کی شکل میں موجود ہیں۔دراصل یہ قرآن کی تفسیر ہے، مگر اس میں مصنف نے ابتدائے قرآن سے آخر تک ایک ایک آیت پر علوم القرآن کی روشنی میں بحث کی ہے نحو، لغت، اعراب، نزول، ترتیب، قرأت، معانی، تفسیر معقول، غرض کوئی زوایہ تشنہ نہیں چھوڑا (۱۵) ابن الجوزی (م۵۹۷ھ) نے علوم القرآن پر الحوانی کے انداز میں "فنون الافنان فی عجائب علوم القرآن" لکھی۔اس کی تحقیق حسن ضیاء الدین تمر نے کی ہے اور یہ بیروت سے ۱۹۸۷ء میں شائع ہوئی ہے۔عبدالعزیز بن عبدالسلام (م۶۶۰ھ) نے "مجاز القرآن" تحریر کی۔علم الدین سخاوی (م۶۴۳ھ) نے "جمال القراء وکمال تالیف کی۔اس کتاب میں قراءت کے علاوہ علوم القرآن کے دیگر مباحث کو بھی شامل کیا گیا ہے۔یہ کتاب عبدالکریم زبیدی کی تحقیق سے بیروت سے ۱۹۹۳ء میں شائع ہوئی۔ابو شامہ مقدسی کی تالیف "امرشد الوجیز الی علوم تعلقبا لکتاب العزیز" ہے۔اس میں نزول قرآن اور جمع

قرآن کے علاوہ قرأت سے متعلق جامع اور مفصل بحث ہے۔ طیار آلتی فولاج کی تحقیق سے ۱۹۷۵ء میں بیروت سے شائع ہوئی ہے۔ علامہ بدرالدین زرکشی (م۷۹۴ھ) کی 'البرہان فی علوم القرآن' کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ اپنے موضوع پر پہلی ایسی جامع کتاب ہے جس میں علوم القرآن کی سنتالیس انواع سے بحث کی گئی ہے۔ اس کتاب کی یہ خصوصیت اس کو علوم القرآن پر لکھی گئی تمام کتابوں سے ممتاز کرتی ہے۔ علامہ جلال الدین بلقینی (۸۲۴ھ) کی کتاب ''مواقع العلوم من مواقع النجوم'' ہے۔ اس کے چھ باب تھے جن میں علوم القرآن کی تقریباً ۱۵۰ انواع پر بحث کی گئی ہے۔ (۱۶) علامہ سیوطی نے اپنی کتاب الاتقان کے مقدمہ میں اس کتاب کا ذکر کیا ہے لیکن یہ کتاب مفقود ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی کی کتاب ''الاتقان فی علوم القرآن'' ہے۔ علامہ سیوطی نے اتقان کے علاوہ بھی علوم القرآن کی مختلف انواع پر مستقل کتب لکھی ہیں جن میں ''تناسق الدرر فی تناسب السور''، ''لباب النقول فی اسباب النزول''، ''مفہمات الاقرآن فی مبہمات القرآن'' وغیرہ شامل ہے۔ علامہ کی تمام تالیفات میں سے 'الاتقان' ایک نمایاں اور منفرد تالیف ہے۔ اس کتاب میں علامہ سیوطی نے زرکشی کی 'البرہان' میں مذکور انواع پر ۳۳ انواع علوم کا اضافہ کیا اور علوم القرآن کی ۸۰ انواع سے بڑی مفصل بحث کی ہے۔ علوم القرآن کے موضوع پر اس کتاب کو ایک اہم ماخذ کی حیثیت حاصل ہے اس کے بعد علوم القرآن پر جتنا بھی کام ہوا بیشتر اس کی شرح واختصار کے زمرے میں آتا ہے۔ ''اعجاز القرآن'' از مصطفیٰ الرافعی، ''المعجزۃ الکبری. القرآن'' از محمد ابوزہرہ، ''التبیان فی علوم القرآن'' از طاہر الجرائری، ''منہج الفرقان فی علوم القرآن'' از محمد علی سلامہ، ''مناہل العرفان فی علوم القرآن'' از محمد عبد العظیم زرقانی، ''مباحث فی علوم القرآن'' از ڈاکٹر صبحی الصالح، ''مباحث فی علوم القران'' از مناع القطان، علوم قرآن سے متعلق موجودہ دور کی مشہور کتب ہیں۔

کرہ ارض کا وہ حصہ جو آج ہندوستان پاکستان اور بنگلہ دیش پر مشتمل ہے تاریخ میں برصغیر کے نام سے جانا جاتا ہے۔ قدرتی وسائل سے مالا مال ہونے کی وجہ سے اقوام عالم کی نظریں

تاریخ کے ہر دور میں کسی نہ کسی شکل میں اس خطے پر مرکوز ہیں۔ بالخصوص اہل عرب جن کی معیشت کا انحصار زیادہ تر تجارت پر تھا، اسلام کی آمد سے بہت پہلے اس خطے کے ساتھ تجارتی روابط قائم کر چکے تھے۔ اسلام کی آمد کے بعد بھی یہ تعلقات اسی طرح برقرار رہے اور اس خطے میں اسلام کی ابتدائی اشاعت بھی انہیں عرب تاجروں کی بدولت ممکن ہوئی۔ عہد خلافت راشدہ میں اسلامی سلطنت کی حدود دور دور تک پھیل گئیں اور عہد فاروقی ہی میں صحابہ کرامؓ برصغیر میں داخل ہو گئے۔ محمد بن قاسم نے جب سندھ پر حملہ کیا تو یہ وہ زمانہ تھا جب اسلامی سلطنت کی حدود ایشیا، روس، اور سپین تک پہنچ چکی تھیں۔ لہذا فطری طور پر ان علاقوں کے لوگ نہ صرف قرآن کی تعلیمات سے متاثر ہوئے بلکہ انہوں نے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرنے پر اپنی زندگیاں صرف کر دیں۔ کتب اسماء الرجال میں ہمیں بہت سے سندھی مسلمانوں کا تذکرہ ملتا ہے جنہوں نے تحصیل علم کی خاطر دور دراز کے سفر کیے اور سندھ میں قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں بلند کیں۔ عبد الرحیم دیبلی سندھی کے متعلق حافظ ابن حجر لسان المیزان میں لکھتے ہیں: ''قال العقیلی قال لی جدی قدم علینا من السند شیخ کبیر کان یحدث عن الاعمش" (۱۷) ''عقیلی کہتے ہیں کہ میرے دادا نے بیان کیا کہ ہمارے ہاں (بصرہ میں) سندھ سے ایک بہت بڑے شیخ آئے جو اعمش سے حدیث کی روایت کرتے تھے۔'' سندھ کے علما کی علوم اسلامیہ میں خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر عبداللہ الطرازی لکھتے ہیں: "وفی العصر العباسی نجد علماء الدیبل بالکثرة ومعظمهم هاجروا الی البلاد العربیة والا قلیة بقوا فی بلاد السند وانشغلوا بنشر العلوم الاسلامیة" (۱۸) ''دور عباسی میں ہم کثرت سے ایسے علما پاتے ہیں جنہوں نے بلاد عرب کی طرف ہجرت کی اور بہت کم ایسے تھے جو سندھ میں رہے اور علوم اسلامیہ کی اشاعت میں مشغول ہوئے۔'' علامہ سمعانیؒ چوتھی صدی ہجری کے ایک ہندی عالم کی تفسیر میں دلچسپی اور اخذ روایات میں ذوق وجستجو کے بارے میں لکھتے ہیں: "ابو جعفر محمد بن ابراهیم الدیبلی (الهندی) المکی العالم المفسر یروی کتاب التفسیر عن ابی عبدالله سعید بن عبد الرحمن المخزومی روی عنه ابو الحسن احمد ابن فراس المکی

وابو کر بن محمد ابراھیم بن علی " (۱۹) ''ابوجعفر محمد ابراہیم الدیبلی ہندی مکی جو عالم ومفسر تھے انہوں نے ابوعبداللہ عبدالرحمن مخزومی سے کتاب التفسیر روایت کی ہے اوران سے ابوالحسن احمد بن ابراہیم بن فراس مکی اور ابوبکر محمد بن ابراہیم بن علی نے روایت کی ہے۔'' ڈاکٹر عبداللہ الطرازی نے سندھ اور پنجاب کی تاریخ پر مشتمل اپنی کتاب میں ایک عربی عالم ''العراقی'' (متوفی ۲۷۰ھ) کے متعلق لکھا ہے کہ وہ منصورہ کے شاندار عالم اور شاعر تھے۔ جنھوں نے فن تفسیر میں دو شاندار کتابیں تصنیف کیں۔ ایک ''فی تفسیر القرآن'' اور دوسری'' ترجمہ القرآن بالسندیہ'' (۲۰) قاضی زاہد الحسینی اپنی کتاب ''تذکرہ المفسرین'' میں برصغیر کے پہلے مفسر قرآن ''الکشی'' کے بارے میں لکھتے ہیں کہ آپ'' کچھ'' کے مقام پر دوسری صدی ہجری میں پیدا ہوئے۔ طلب علم کے لئے ارض عرب کا سفر کیا۔ حدیث میں دو مسندیں تالیف فرمائیں۔ اس کے علاوہ قرآن مجید کی ایک تفسیر بھی لکھی جس کو ہر زمانے میں مقبولیت حاصل رہی۔ (۲۱) کچھ لوگوں نے'' کچھ'' کو سمرقند کا علاقہ قرار دے دیا ہے، لیکن یاقوت الحموی اس کے متعلق لکھتے ہیں:" کس ایضا مدینته بارض السند مشهورة ذكرت في المغازي وممن ينسب اليها عبد بن حميد بن نصر واسمه عبد الحميد الكسي صاحب المسند " ''کس سندھ کا ایک مشہور شہر ہے جس کا ذکر مغازی میں ملتا ہے اور اس شہر کی طرف عبد بن حمید بن نصر منسوب ہیں جن کا اصل نام عبدالحمید الکسی ہے جنہوں نے مسند تالیف کی۔ جہاں تک برصغیر پاک و ہند کی مقامی زبانوں میں علوم قرآنیہ کی آبیاری کا تعلق ہے تو اس ضمن میں قاضی اطہر مبارکپوری نے اپنی کتاب'' رجال السند والہند'' میں عجائب الہند مصنفہ بزرگ بن شہریار کے حوالہ سے ایک روایت تفصیلاً بیان کی ہے " اكبر ملوك قشمر مهروك بن رايق (ملك الور) كتب في سنة سبعين و مئتين الى صاحب المنصورة هو عبدالله بن عمربن عبدالعزيز ليسئله ان يفسر له شريعة الا سلام بالهندية .... و كان فيما حكاه عنه انه ساله ان يفسر له القرآن بالهند ية ففسرله" کشمیر کے راجہ مہروک نے ۲۷۰ھ میں منصورہ (سندھ) کے حاکم امیر عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کو لکھا کہ میرے

لئے (ایک آدمی بھیجا جائے) جو میرے لئے ہندی میں شریعت اسلامی وضاحت کرے۔اس کے متعلق یہ بھی حکایت ہے کہ اس نے ہندی زبان میں قرآن مجید کی تفسیر کرنے کے لئے کہا تو اس نے کر دی۔''خلیق احمد نظامی نے اپنی کتاب ''حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی'' میں ،جمیل نقوی نے ''اردو تفاسیر'' میں ڈاکٹر صالحہ عبدالحکیم شرف الدین نے ''قرآن حکیم کے اردو تراجم'' میں اور عبدالصمد صارم نے ''تاریخ التفسیر'' میں مذکورہ بالا روایت سے اسی بات کو ثابت کیا ہے کہ علوم القرآنیہ کے حوالے سے برصغیر کی مقامی زبان مین لکھا جانے والا یہ اولین ترجمہ ہے (۲۴) لاہور میں قرآن وحدیث کے علوم کی اشاعت کا سہرا شیخ اسماعیل لاہوری کے سر ہے۔تذکرہ علماء ہند میں ان کے متعلق لکھا ہے کہ شیخ اسماعیل (م ۴۴۸ھ) لاہوری عالم محدث اور مفسر تھے۔وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے لاہور میں علم تفسیر حدیث کی اشاعت کی۔(۲۵) قاضی اطہر مبارکپوری ان کے بارے میں لکھتے ہیں:" کان من اعاظم المحدثین واکابر المفسرین وھو اول من جاء بالحدیث والتفسیر الی لاھور "(۲۶)''یہ عظیم محدثین اور اکابر مفسرین میں سے تھے۔یہ پہلے آدمی ہیں جو لاہور میں تفسیر وحدیث کو لائے۔''عہد تغلق میں علوم قرآنیہ کی نشر و اشاعت کے حوالے سے صاحب تفسیر ملتقط سید محمد حسن (۸۸۲۵ھ) کا نام جو گیسودراز کے لقب سے مشہور ہیں ،خاص اہمیت کا حامل ہے۔ان کے بارے میں علامہ شریف عبدالحئی فرماتے ہیں:

"کان عالما کبیر اوله مصنفات کثیرة منها تفسیر القرآن الکریم علی لسان المعرفة وتفسیر القرآن علی منو ال الکشاف"(۲۷)

یہ بہت بڑے عالم تھے جن کی تصانیف بے شمار ہیں جن میں سے ایک ''تفسیر القرآن الکریم علی لسان المعرفة'' اور دوسری تفسیر القرآن علی منوال الکشاف'' ہے۔''اس عہد کے نامور مفسر قرآن علامہ ءالدین بن احمد المہائمی ہیں جن کی تفسیر ''تبصیر الرحمٰن وتیسیر المنان'' ہے مولوی عبدالرحمٰن ان کے متعلق لکھتے ہیں کہ ان کی تصانیف میں سے تفسیر رحمانی بھی ہے جس کو تفسیر مہائمی بھی کہتے ہیں۔انھوں نے آیت مبارکہ 'الم ذلك الکتاب لا ریب فیه هدی للمتقین' میں بارہ کروڑ تراسی لاکھ

چوالسبز ار پانچ سو چوبیس وجوہ اعراب بیان کی ہیں۔(۲۸) ڈاکٹر زبیر احمد قمطراز ہیں کہ اس میں قرآنی قصص اختصار کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں....نیز یہ ایک آیت سے پہلے اور اس کے بعد جو آیتیں ہیں، ان میں باہمی ربط کی وضاحت بھی کی گئی ہے۔(۲۹) برصغیر میں علوم قرآنیہ کی فارسی اور اردو زبان میں نشر واشاعت کا آغاز باقاعدہ طور پر بارھویں صدی ہجری میں ہوا۔ جہاں تک اردو زبان کا تعلق ہے تو اس ضمن میں جمیل نقوی اپنی کتاب ''اردو تفاسیر'' میں لکھتے ہیں کہ ''بہر حال شمالی ہند میں پہلی باقاعدہ اور معیاری اردو تفاسیر نگاری کی ابتداء بارھویں صدی ہجری کے اوخر سے ہوئی۔شمالی ہند کی مقبول عام تفسیر شاہ مراد اللہ انصاری سنبھلی کی تفسیر '' خدائی نعمت المعروف تفسیر مرادی'' ہے(۳۰)۔شاہ مراد اللہ پہلے اردو مفسر ہیں جنھوں نے اپنی تفسیر ''تفسیر مرادی میں روزمرہ زبان اختیار کی۔(۳۱) قلی بن پادشاہ قلی (م۱۱۱۱ھ) کی کتاب'' مجمع الفوائد'' میں ضبط الفاظ قرآنی ،اعراب قرآت مشہورہ، ائمہ سبع اور بیان معانی وتفسیر پر مشتمل ہے اور متعلقات قرآن مجید پر اس انداز میں بحث کی گئی ہے کہ تمام ضروری باتیں سمجھ میں آجائیں۔ یہ کتاب ۱۱۱۱ ہجری میں اورنگ زیب کے عہد میں تصنیف ہوئی۔'' انوار الفرقان واز ھار القرآن''، شیخ غلام نقشبندی لکھنوی (م۱۱۲۶ھ) کی تصنیف ہے۔اس کے دو نسخے رام پور لائبریری میں موجود ہیں۔اس کے مقدمے میں تفسیر کی ضرورت واہمیت اور شان نزول پر بحث کی گئی ہے۔علامہ احمد بن ابی سعید الامیٹھوی المعروف بہ ملا جیون نے احکام القرآن کے موضوع پر ایک تصنیف ''تفسیرات احمدیہ'' کے عنوان سے لکھی جو کہ قرآنی احکام کے حوالے سے ایک مستند تفسیر ہے۔اس میں قرآن حکیم سے ساڑھے چارسو آیتیں منتخب کر کے ان سے اخذ ہونے والا احکام کو شرح وبسط کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔اس تفسیر کو احکام القرآن کے موضوع پر برصغیر میں لکھی جانے والی سب سے پہلی تفسیر کا درجہ حاصل ہے۔''نجوم الفرقان''، مصطفیٰ بن محمد سعید جونپوری کی تصنیف ہے جو کہ قرآن مجید کی آیات کی تخریج کے لئے اورنگزیب عالمگیر کے عہدے میں لکھی گئی۔اس کا قلمی نسخہ رام پور کی لائبریری میں موجود ہے۔

ملاعلی اصغر بن عبدالصمد قنوجی (م۱۱۴۰) نے اپنی تفسیر " ثواقب التنزیل فی انارۃ التاویل " میں اعجاز القرآن سے متعلق سات مسائل پر بحث کی ہے۔ پہلا مسئلہ نزول قرآن کا ہے، دوسرا مسئلہ جبرائیل کتنی آیات لے کر آئے، تیسرا نزول وحی کی کیفیت، چوتھا مکی اور مدنی آیات کے بیان میں، پانچویں ترتیب نزول، چھٹا جمع قرآن اور ترتیب قرآن اور ساتواں مسئلہ ان سات حروف سے متعلق ہے جن کی بنیاد نبی اکرم ﷺ کی روایت 'انزل القرآن علی سبعة احرف' پر ہے۔ اسکے علاوہ حروف مقطعات کے متشابہات میں سے ہونے پر بڑی مدلل بحث ہے۔ برصغیر میں علوم القرآن کے حوالے سے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (م۱۱۷۶ھ) کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ برصغیر میں سب سے پہلے جامع انداز میں افادہ عام کے لئے قرآنیات پر آپ ہی نے لکھا۔(۲۲)

علوم القرآن پر آپ کی کتاب ''الفوز الکبیر فی اصول التفسیر'' بہت معروف کتاب ہے جس کے اردو، عربی انگریزی میں بھی تراجم ہو چکے ہیں۔ علوم قرآنیہ کے حوالے سے آپکی دوسری تصنیف ''فتح الخبیر'' ہے جس میں شان نزول کے حوالے سے عمدہ بحث کی گئی ہے ''تاویل الاحادیث' اور المقدمتہ السنیۃ'' کے عنوان سے بھی آپ کی تصنیفات ہیں۔ اول الذکر کتاب میں معجزات انبیا کے اسرار و رموز اور ان کی حکمتیں بیان کی گئی ہیں جبکہ ثانی الذکر میں جو کہ فارسی زبان مین ہے، ترجمہ اور تفسیر کے اصول وضوابط بیان کیے گئے ہیں۔ خلیق احمد نظامی میں'' حیات شیخ عبدالحق'' اور ڈاکٹر سالم قدوائی نے'' ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں'' میں' یاد ایام' مصنفہ سید عبدالحئی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ'' میرے نزدیک ہندوستان کے ہزار سالہ دور میں حقائق نگاری میں شاہ ولی اللہ دہلوی کا کوئی نظیر نہیں۔'' (۲۳)

ناصر بن حسین حسنی (م۱۲۰۰ھ) کی تصنیف " الجداول النورانیہ فی استخراج آیات القرآنیة " تخریج آیات قرآنیہ کے سلسلے میں لکھی گئی تمام کتابوں سے خاصی مختلف ہے۔ اس کتاب میں آیت یا جزء آیت کے استخراج کو مدنظر رکھا گیا ہے اور اس کی ترتیب حروف تہجی کے اعتبار سے ہے۔ کتاب کے مقدمے سے پتا چلتا ہے کہ مصنف نے ایک کتاب اسی فن کی اور لکھی تھی جس میں

اواخر آیات سے استخراج ہوتا تھا۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا خاندان اس اعتبار سے مسلمانان بر صغیر کا محسن ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کا رشتہ قرآن پاک اور حدیث نبوی سے جوڑا۔ آپ کے بیٹے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۲۳ھ) نے اپنے والد محترم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تدریس قرآن کا فریضہ سرانجام دیا اور تقریباً ساٹھ سال تک دہلی میں درس قرآن دیتے رہے۔ تیرہویں صدی ہجری میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تفسیر عزیزی کے نام سے ایک شاندار تفسیر لکھی۔ یہ ایک نامکمل تفسیر ہے جو سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کے تقریباً نصف یعنی آیت ﴿وعلی الذین یطیقونہ﴾ تک کے حصے پر اور پھر آخر سے انتیسویں اور تیسویں پارے کی تفسیر پر مشتمل ہے۔ باقی اجزا کے بارے میں کوئی حتمی رائے قائم نہیں کی جا سکتی کہ آیا شاہ صاحب نے ان کی تفسیر لکھی ہی نہیں تھی یا وہ لکھنے کے بعد ناپید ہوگئی۔ نامکمل ہونے کے باوجود اس تفسیر کے جو اجزا دستیاب ہیں' وہ علوم القرآنیہ کے بیش بہا ذخائر پر مشتمل ہیں۔ مختلف قرآنی موضوعات پر شاہ عبدالعزیزؒ کے خیالات کو کتابی شکل میں آپ کے شاگرد شاہ رفیع الدین مرادآبادی نے مرتب کر لیا تھا جس کا نام انہوں نے ''الافادات العزیزیہ'' رکھا۔ یہ خیالات شاہ صاحب ہی کی عبارت سے تھے جو انہوں نے شاہ رفیع الدین صاحب کو خطوط کی شکل میں لکھے تھے۔ ان میں ربط آیات، متشابہات قرآن اسرار قصص واحکام اور لطائف نظم قرآن وغیرہ پر بحث ہے۔ ''مقدمہ تفسیر فتح العزیز'' ڈاکٹر زبیر احمد نے اپنی کتاب'' ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں'' میں اس کو شاہ عبدالعزیز صاحب کی تصنیف کہا ہے مگر شاہ صاحب کی کتابوں میں اس کا نام نہیں ملتا۔ یہ کتاب مندرجہ ذیل دس مبحثوں میں تقسیم ہے: (۱) مبحث الکلام (۲) مبحث الوحی وکیفیۃ (۳) مبحث النزال والتنزیل (۴) مبحث التفسیر والتاویل (۵) مبحث الموضوع وشرفہ وشرف الغانیہ (۶) مبحث نزول القرآن علی سبعۃ احرف (۷) مبحث القرائۃ المتواترۃ والمشہورۃ والشاذۃ (۸) مبحث تحریف القرآن و الفرقان والمصحف والسورۃ والآیۃ (۹) مبحث فضائل القرآن (۱۰) مبحث وجہ اعجاز القرآن۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تفسیر قرآن پر ہی اکتفا نہیں فرمائی بلکہ انہوں نے سب سے پہلے برصغیر

میں عوامی سطح پر درس قرآن بھی شروع کیا جس سے نہ صرف عامتہ الناس کی علوم قرآنیہ میں رغبت میں اضافہ ہوا بلکہ ان کے اعمال وکردار کی اصلاح بھی ہوئی۔" نثر المرجان فی رسم نظم القرآن "شیخ محمد غوث بن ناصر الدین ارکاٹی مدراسی (م ۱۲۳۸ھ) کی تصنیف ہے۔اس میں قرآن مجید کے رسم الخط کی وضاحت کی ہے۔پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں یہ کتاب موجود ہے اور پورے قرآن کے تمام الفاظ کو اس میں بیان کیا گیا ہے۔ ہر لفظ کو الگ الگ کر کے دکھایا ہے کہ کس طرح لکھا اور پڑھا جاتا ہے۔" تعداد الاسماء فی القرآن "مصنفہ غلام حسین (م ۱۲۴۱ھ) اکیس صفحوں پر مشتمل مختصر رسالہ ہے جس میں ان ناموں کا ذکر ہے جو قرآن مجید میں مختلف جگہوں پر استعمال ہوئے ہیں۔ان میں سے زیادہ تر نام انبیا کے ہیں۔رسالہ رسم خط کلام اللہ" مصنفہ محمد کامل چڑیا کوٹی، اس رسالے میں قرآن مجید کے مختلف الفاظ کے رسم الخط کو واضح کیا گیا ہے۔" تقریب الا فهام فی آیات الا حکام " مصنفہ مفتی محمد قلی کنشوری بن محمد حسین متوفی ۱۲۶۰ھ کی کتاب ہے جو قرآنی احکام کی ایک عمدہ تفسیر ہے۔مولانا قاسم نانوتوی متوفی ۱۲۹۷ھ کی تصانیف میں علوم قرآنیہ کے حوالے سے اسرار قرآنی احکام کے نام سے ایک مختصر رسالہ ہے جس میں علوم قرآنیہ کے مختلف موضوعات پر بحث کی گئی ہے۔" اوضح البیان فی بیان اسامی القرآن " سید ابوتراب جعفری (م ۱۲۷۸ھ) کی تصنیف ہے۔اس میں قرآن کے ان تمام ناموں کی توجیہات بیان کی گئی ہیں جن کا ذکر امام رازی اور سیوطی وغیرہ نے اپنی کتابوں میں کیا ہے۔"السبع المثانی" سید محمد بن دلدار علی لکھنوی (۱۲۸۴ھ) کی تصنیف ہے جو کہ شیعہ عالم ہیں۔انہوں نے یہ رسالہ قراءۃ وتجوید سے متعلق لکھا ہے اور اس فن کی ضروری باتوں کیطرف اشارے کیے ہیں اس میں پچیس ورق ہیں۔عبد الکریم ٹونکی کا رسالہ"سبیل الرسوخ فی علم الناسخ والمنسوخ" چار ابواب پر مشتمل ہے۔پہلے باب میں ترتیب نزول سور کی تفصیل ہے، دوسرے باب میں اقسام سور بہ اعتبار ناسخ ومنسوخ کا بیان ہے، تیسرے میں احکام نسخ، اس کی قسمیں اور آیات ناسخہ ومنسوخہ کا ذکر ہے، چوتھے باب میں آیات مخصوصہ کا ذکر ہے جس سے خاص خاص احکام مستنبط ہوتے ہیں۔"آیات الاعجاز"، عبد الرشید کشمیری (م ۱۲۹۸ھ) کی تصنیف ہے جو کہ تین ابواب پر مشتمل ہے۔

پہلی فصل حد الاعجاز و وجوھه پر ہے دوسری فصل ما نزل منالقرآن علی لسان بعض الصحابة تیسری فصل فی قدر المعجز من القرآن پر مشتمل ہے۔ چودھویں صدی ہجری میں علامہ صدیق حسن بھوپالی متوفی ۱۳۰۷ھ کی کتابیں علوم القرآن کے حوالے سے مشہور ہیں جن میں "افادۃ الشیوخ بمقدار الناسخ والمنسوخ" اور الاکسیر فی اصول التفسیر" شامل ہیں۔ "مرآۃ التفسیر" ذوالفقار احمد نقوی بھوپالی (م ۱۳۱۶ھ) کی تصنیف ہے۔ اس رسالے میں مصنف نے تفسیر اور متعلقات تفسیر کا ذکر کیا ہے۔ یہ ایک قسم کا انڈیکس ہے جس سے مفسرین اور علم تفسیر پر جو کچھ بھی کام ہوا ہے، اس کا پتہ چلایا جا سکتا ہے۔ "الفاظ القرآن مسمی بہ نجوم الفرقان جدید لتخریج آیات القرآن" مولانا اہل اللہ فقیر اللہ (م ۱۳۳۱ھ) کی تصنیف ہے۔ یہ قرآن کریم کے الفاظ کی فہرست ہے جس کی مدد سے کسی بھی آیت کو آسانی کے ساتھ تلاش کیا جا سکتا ہے۔ "ملخص التفاسیر" سید محمد ہارون زنگی پوری (م ۱۳۴۷ھ) کی تصنیف ہے جو کہ مختلف ابواب میں منقسم ہے۔ ان ابواب کو مقدمہ کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ "مفردات القرآن" مولانا حمید الدین الفراہیؒ (م ۱۳۴۹ھ) کی تصنیف ہے۔ اس میں مصنف نے اہم قرآنی الفاظ کے معانی بیان کیے اور ان کا صحیح مفہوم واضح کیا ہے۔ یہ بھی بیان کیا ہے کہ قرآن مجید غریب الفاظ سے خالی، ضبط نظم میں لاثانی، اور عربوں کے خطبوں اور ان کے اشعار و محاورات سے کہیں زیادہ آسان ہے۔

علامہ حمید الدین فراہیؒ متوفی ۱۳۴۹ھ نے علوم القرآن کی مختلف انواع پر کئی باتیں لکھی ہیں جن میں اسالیب القرآن، اقسام القرآن، امعان فی اقسام القرآن، تفسیر نظام القرآن، التکمیل فی اصول التاویل، دلائل النظام، مفردات القرآن وغیرہ آپکی گراں قدر تالیفات ہیں۔ "کنز المتشابہات" کے مصنف حافظ محمد محبوب علی ہیں یہ کتاب دائرہ المعارف سے ۱۳۴۱ھ میں شائع ہوئی۔ اس میں مصنف نے ایسی آیتوں کو جمع کیا ہے جو ایک دوسرے سے مشابہت رکھتی ہیں۔ اس کتاب کے شروع میں انہوں نے ایک مقدمہ لکھا ہے جو عربی اور اردو دونوں ہی زبانوں میں ہے۔ یہ کتاب حفاظ کے لئے بہت ہی محفوظ ہے۔ "مشکلات القرآن" مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ (

۱۳۵۲ھ) کی تصنیف ہے اس میں ان آیات کی توضیح کی گئی ہے جن کو مشکل تصور کیا جاتا ہے۔ یہ توضیحات بیشتر عربی میں اور چند جگہوں پر فارسی میں ہیں۔ کتاب کے شروع میں تفصیلی مقدمہ مولانا محمد یوسف بنوری کا ہے جس میں انہوں نے مصنف کے حالات زندگی لکھے ہیں۔ نیز تفسیر کے ضروری قواعد ضوابط اہل حق اور اہل باطل کی تفسیروں کا فرق اور اسی قسم کی بہت سی اہم باتوں کو بیان کیا ہے۔" وجوہ المثانی مع توجیہ الکلمات والمعانی" مولانا اشرف علی تھانوی (م ۱۳۶۲ھ) کی تصنیف ہے۔ اس میں قرآن مجید کی سات قراءتوں کا بیان ہے اور قرآت کے تمام اختلافات کو بیان کیا گیا ہے۔ آخر میں اس فن سے متعلق کچھ اصول بھی بیان کر دیے ہیں۔ اسی طرح "سبق الغایات فی نسق الآیات" بھی مولانا تھانوی کی تصنیف ہے۔ یہ ایک مختصر سی کتاب ہے جس میں آیات قرآنی کا ربط اور مطالب اختصار کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں۔ سورتوں کا خلاصہ اور شان نزول بھی لکھ دیا گیا ہے۔ 'اشرف السوانح' میں علوم قرآنیہ پر آپ کی تصانیف کی تعداد پچیس بیان کی گئی ہے جن میں "تنشیط الطبع"، "وجوہ المثانی"، "تجوید القرآن"، "جمال القرآن"، "یادگار حق القرآن" وغیرہ شامل ہیں۔ جہاں تک تجوید و قرآت کا تعلق ہے، اس ضمن میں برصغیر میں کئی کتابیں لکھی گئی ہیں جن میں شرح سبعہ" شیخ القراء مولانا قاری ابو محمد محی الاسلامؒ کی تصنیف ہے۔ اس میں قراء سبعہ اور ان کے رواۃ کے مختصر حالات نہایت دلچسپ پیرایے میں درج ہیں۔ اس کے بعد قرأت سبعہ کے اصولی اور فرعی مسائل نہایت تحقیق کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں۔ "افضل الدرر" علامہ شاطبی کے قصیدہ رائیۃ کی نہایت نفیس اور محققانہ شرح ہے جو کہ قاری عبد الرحمٰن ابن محمد بشیر خاں صاحب مکی ثم الہ آبادی کی تصنیف ہے۔ مولانا قاری ضیاء الدین صاحبؒ الہ آبادی کی کتاب خلاصۃ البیان" (عربی) اور "ضیاء القرأت" (اردو) عمدہ کتابیں ہیں۔ مولانا قاری عبد الوحید صاحب الہ آبادی کی "ہدیۃ الوحید" اور مولانا قاری عبد الخالق صاحب علی گڑھی کی 'تیسیر التجوید" بھی ایک عمدہ اضافہ ہیں۔ توضیح العشر فی طیبۃ النشر" اردو زبان میں مختصر، جامع اور محققانہ کتاب ہے۔ اس کے علاوہ "المعانی الجلیلہ شرح عقیلہ" رائیہ کی شرح ہے۔ یہ دونوں کتابیں مولانا حافظ قاری عبد اللہ صاحب گنگوہی ثم مراد آبادی کی تصنیف ہیں۔

قاری فتح محمد صاحب پانی پتی کی کتاب ''عنایات رحمانی''۔قصیدہ شاطبیہ کی اردو شرح ''اسہل الموارد'' قصیدہ رائیہ کی شرح، اور'' کاشف العسر ''شرح ناظمۃ الز ہر عمدہ کتابیں ہیں۔ تیسیر الطبع فی اجزاء السبع (اردو) ''مفید الاطفال اور تحفہ الاطفال کی شرح اور اردو میں مفید الاقوال یہ تینوں کتابیں قاری محمد حسین صاحب مالیگانوی کی تصنیف ہیں۔کاشف الابہام یہ حمزہ اور ہشام کی ان وقفی وجوہ میں ہے جو کلمات مہموز میں بوقت وقف پیدا ہوتی ہیں۔''ضیاء البرہان فی الجواب علی الخط القرآن قرآن کے رسم قیاسی پر ایک مدلل رسالہ ہے۔یہ دونوں کتابیں مولانا قاری ابن ضیاء محب الدین احمد صاحب الہ آبادی کی تصنیف کردہ ہیں۔احیاء المعانی کے نام سے علم قرأت میں ایک نہایت جامع اور مفید ترین کتاب حضرت مولانا حافظ قاری ظہیر الدین صاحب معروفی اعظمی کی تالیف ہے۔سرسید احمد خان علامہ اسلم جیراجپوری علامہ تمنا عمادی عبداللطیف رحمانی وغیرہ نے علمائے جمہور سے اختلاف کرتے ہوئے جمع وتدوین قرآن ناسخ ومنسوخ آیات جیسے اہم قرآنی موضوعات پر جداگانہ افکار ونظریات پیش کیے۔علامہ اسلم جیراجپوری کی تاریخ القرآن ارض القرآن اور نکات القرآن جبکہ علامہ تمنا عمادی کی جمع القرآن اور اعجاز القرآن واختلاف قراءات اس موضوع پر نئی فکر کی عکاسی کرنے والی اہم کتاب ہیں۔ ماضی قریب میں مولانا شمس الحق افغانی مولانا کاندھلوی قاضی مظہر الدین بلگرامی مولانا گوہر رحمٰن مولانا تقی عثمانی مولانا مفتی عبد الشکور ترمذی مولانا عبدالشکور لکھنوی نے علوم قرآنیہ کے سلسلے میں انتہائی گراں قدر خدمات سرانجام دیتے ہوئے اس موضوع پر کتابیں تصنیف فرما کر اردو زبان میں علوم القرآن پر جامع کتب کے خلا کو پر کیا ہے۔علمائے برصغیر کے تعارف اور خدمات کے باب میں نزھۃ الخواطر حدائق الحنفیۃ ماثر الکرام الثقافۃ الاسلامیۃ فی الھند تذکرہ علمائے ہند علماء ہند کا شاندار ماضی تذکرہ مشائخ دیوبند تذکرہ علماء پنجاب تاریخ المفسرین تذکرہ قاریان ہند ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں وغیرہ گراں قدر تالیفات موجود ہیں جن سے علماء پاک و ہند کی وہ علمی بصیرت و حکمت آشکار ہوتی ہے جس کا اعتراف عرب کی علمی دنیا بھی ہر دور میں کرتی چلی آ رہی ہے۔

حواشی وحوالہ جات

(۱) صحیح البخاری کتاب فضائل القرآن باب خیرکم من تعلم القرآن

(۲) خطیب تبریزی مشکوۃ المصابیح کتاب فضائل القرآن

(۳) ابن تیمیہ مقدمہ فی اصول التفسیر ۳۰ مکتبہ العلمیۃ

(۴) بخاری کتاب الاعتصام

(۵) صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ

(۶) ابوحیان اندلسی البحر المحیط ، ج:۶،ص:۵۳۴، بیروت ،۱۹۹۲، آلوسی ، روح المعانی ، ج:۸ ،ص:۲۲، بیروت ۱۹۹۷

(۷) صالحہ عبدالحکیم قرآن حکیم کے اردو تراجم ،ص ۵۴، قدیمی کتب خانہ کراچی

(۸) الزرقانی ، مناھل العرفان فی علوم القرآن ، ج:۱،ص:۲۸

(۹) قرآن حکیم کے اردو تراجم ،ص:۵۵

(۱۰) ابن ندیم ،الفہرست ،س:۵۱ تا ۵۷ مصر ۱۳۴۸

(۱۱) قرآن حکیم کے اردو تراجم ،ص:۵۶

(۱۲) الداؤدی طبقات المفسرین ، ج:۱،ص:۱۴۱، تحقیق علی محمد عمر ، مصر ۱۹۷۶

(۱۳) صبحی صالح مباحث فی علوم القرآن ،ص:۱۲۲، بیروت ۱۹۶۸

(۱۴) ابن الجوزی ، کتاب المنتظم ، ج:۶ ص:۳۸۸، حیدرآباد دکن ۱۳۵۷ھ

(۱۵) قرآن حکیم کے اردو تراجم ۔ص:۵۷، مناھل العرفان ، ج:۱،ص:۲۸

(۱۶) مباحث فی علوم القرآن ۱۷۶

(۱۷) ابن حجر ،لسان المیزان ، ج:۴،ص:۵

(۱۸) عبداللہ الطرازی موسوعۃ التاریخ الاسلامی والحضارۃ الاسلامیۃ لبلاد السند والپنجاب فی العہد العرب ، ج:۱،ص:۴۶۹

(۱۹) سمعانی، الانساب، ج، ص:۵۴۰
(۲۰) تذکرہ المفسرین، ص۵۴
(۲۲) معجم البلدان، ج:۴، ص:۴۶۲
(۲۳) رجال السند والھند: ص۴ ۲۵، عرب و ہند کے تعلقات، ص: ۲۱۵
(۲۴) حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ص: ۳۴، جمیل نقوی، اردو تفاسیر ص: ۲۲، عبدالصمد صارم، تاریخ تفسیر، ص: ۴
(۲۵) مولوی رحمان، تذکرہ علماء ہند، ص: ۱۱۱، حدائق حنفیہ ص: ۱۹۴
(۲۶) قاضی اطہر مبارکپوری، رجال، السند والھند ص۷۹
(۲۷) نزہتہ الخواطر، ج: ۳، ص۱۶۳
(۲۸) تذکرہ علما، ہند، ص۳۵، حدائق حنفیہ، ص ۳۱۷
(۲۹) عربی ادبیات میں پاک و ہند کا حصہ، ص: ۴۵۵
(۳۰) اردو تفاسیر، ص۲۵
(۳۱) المرجع السابق
(۳۲) زاہد الحسینی، تذکرہ المفسرین، : ۱۷۰
(۳۳) حیات شیخ عبدالحق دہلوی، ص: ۳۵، ہندوستانی مفسرین اور انکی عربی تفسیریں، ص: ۳۷